۲۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ کا ایک قہری نشان کوئٹہ کا ہیبت ناک زلزلہ اور جماعت احمدیہ کا فرض

(فرمودہ ۷؍جون ۱۹۳۵ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

پچھلے ہفتہ کوئٹہ کے علاقہ میں جو زلزلہ آیا ہے وہ ہندوستانی زلزلوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ایسا شدید اور ایسا اہم زلزلہ ہے کہ اس کی نظیر قریب کے زمانہ میں نہیں ملتی۔ بہار کے زلزلہ نے کانگڑہ کے زلزلہ کو مات کر دیا تھا اور اب کوئٹہ کے زلزلہ نے بہار کے زلزلہ کو مات کر دیا ہے۔ بہار کا زلزلہ چونکہ زیادہ وسیع علاقہ میں پھیلا ہوا تھا اس لئے اُس وقت جانی نقصان کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔ عام طور پر پندرہ سولہ ہزار موتیں انگریزی علاقہ میں سمجھی گئی تھیں اور نیپال کے علاقہ کی موتیں شامل کر کے اٹھارہ بیس ہزار موتوں کا اندازہ کیا گیا تھا لیکن اس امر کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کہ بہت سے پہاڑی علاقے ایسے تھے جن کے اندر کی موتوں کا اندازہ لگانا نہایت مشکل تھا، یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ موتیں اس سے بہت زیادہ تھیں جتنی سمجھی گئیں لیکن مالی لحاظ سے نقصان کانگڑہ کے زلزلہ سے بیسیوں گنا زیادہ ہوا۔ اگر کانگڑہ کے زلزلہ میں پندرہ بیس لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا ہوگا تو بہار کے زلزلہ میں کروڑوں

روپیہ کا نقصان ہؤا۔ اس کے بعد اب کوئٹہ کا زلزلہ آیا ہے دو ہزار موتوں سے ابتدا کر کے چھپن ہزار موتوں تک کا اقرار اِس وقت تک کیا جا چکا ہے گویا کانگڑہ اور بہار کے زلزلہ سے اڑھائی گنا یا اس سے بھی زیادہ موتیں واقع ہوئیں اور ابھی درحقیقت پوری طرح علم نہیں ہو سکا کہ کس قدر اموات ہوئیں۔ جو اندازہ بتایا جاتا ہے اس کے لحاظ سے صرف کوئٹہ کی موتیں اس سے زیادہ معلوم ہوتی ہیں جتنی بیان کی جاتی ہیں اس لئے کہ کوئٹہ کی آبادی چھتیس ہزار بیان کی جاتی ہے اور گرمیوں کے دنوں میں باہر کے ان لوگوں کو ملا کر جو وہاں تبدیلیٔ آب و ہوا کے لئے چلے جاتے ہیں ساٹھ ہزار تک تعداد پہنچ جاتی تھی۔ مردم شماری چونکہ جنوری میں ہوتی ہے اور یہ پہاڑی علاقوں میں خصوصیت سے سخت سردی کے دن ہوتے ہیں اور اکثر لوگ میدانی علاقوں میں واپس آ جاتے ہیں اس لئے تعداد کا جو بھی اندازہ کیا جائے گرمیوں میں باہر سے آنے والے لوگ اس تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں اور اس طرح آبادی اصل آبادی سے بہت زیادہ ہو جاتی ہے مثلاً شملہ کی آبادی سردیوں کے ایام میں بہت کم ہو جاتی ہے مگر گرمیوں کے دنوں میں اس سے قریباً تین گنے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ کوئٹہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی اوسط آبادی چھتیس ہزار ہے اور چوبیس ہزار اگر اس میں وہ لوگ شامل کر لئے جائیں جو گرمیوں میں وہاں چلے جاتے تھے تو یہ تعداد ساٹھ ہزار بن جاتی ہے چھاؤنی اور اس کے متعلقات کی آبادی چوبیس ہزار ہے اس طرح یہ تمام تعداد مل کر چوراسی ہزار بن جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ زلزلہ کی نقصان رسانی سے اکثر فوج کے لوگ محفوظ رہے اور کوئٹہ کی آبادی میں سے دس ہزار لوگ بچے اب اگر یہ سمجھ لیں کہ دس ہزار چھاؤنی میں سے اور دس ہزار کوئٹہ شہر میں سے بچے تو اندازہ یہ ہے کہ صرف کوئٹہ کا چونسٹھ ہزار آدمی اس زلزلہ سے ہلاک ہؤا اگر ہم چار ہزار کی تعداد اس میں سے اور بھی کم کر دیں تو بھی کوئٹہ میں ساٹھ ہزار موتوں کا اندازہ ہے مگر یہ زلزلہ صرف کوئٹہ میں ہی نہیں آیا بلکہ تیس چالیس میل کے حلقہ یا اس سے بھی زیادہ حصے میں آیا اور کئی اور شہر اور دیہات بھی برباد ہو گئے بلکہ بعض بستیوں کی بستیاں اس طرح نیست و نابود ہو گئیں جس طرح کوئٹہ نابود ہو گیا۔ قلات، مستونگ اور بعض دوسرے شہروں کے متعلق بھی لکھا ہے کہ ان میں کئی ہزار اموات ہوئیں اور اگر کوئٹہ کے ہلاک شدگان کی فہرست میں اس ہلاکت کو بھی شامل کر لیا جائے تو موتوں کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے سارے بلوچستان کی آبادی ساڑھے تین لاکھ ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بقیہ علاقوں میں اتنی

آبادی نہیں جتنی کوئٹہ میں تھی اس لئے اگر موتوں کی کثرت کا اعتبار کیا جائے اور تیس چالیس ہزار اور علاقوں کی موتیں سمجھی جائیں تو درحقیقت بلوچستان میں نوے ہزار یا ایک لاکھ تک موتوں کی تعداد پہنچ جاتی ہے۔ پھر سب سے عجیب بات جو اس زلزلہ میں ہے یہ ہے کہ اموات کی تعداد زخمیوں اور زندوں سے بہت زیادہ ہے باقی علاقوں کے زلزلوں میں اموات کی تعداد مُردوں اور زخمیوں سے بہت کم تھی۔ بہار میں شاید دس فیصدی لوگ مرے تھے اور نوّے پچانوے فیصدی بچ گئے تھے لیکن کوئٹہ کے زلزلہ میں کم سے کم گورنمنٹ کا اندازہ یہ ہے کہ ستّر فیصدی لوگ مرے اور عام لوگوں کا اندازہ یہ ہے کہ نوّے فیصدی مر گئے گویا بہار کے زلزلہ کی کیفیت کوئٹہ میں بالکل اُلٹ گئی۔ بہار میں اگر دس فیصدی مرے تھے تو نوّے فیصدی بچ گئے تھے اور یہاں اگر دس فیصدی بچے تو نوّے فیصدی مر گئے اس کا مطلب یہ ہے کہ اب نہ صرف کوئٹہ شہر نہیں رہا بلکہ اور بھی کئی شہر اور بستیاں دنیا سے مٹ گئیں اور ان کی جگہ نئے شہر اور بستیاں بسیں گی۔ یہ استثنائی صورتیں ہیں کہ کسی گھر کے زیادہ آدمی بچ گئے بیشتر مثالیں اس قسم کی ہیں کہ ایک گھر میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچا اور ہزاروں مثالیں اِس قسم کی ہیں کہ اگر گھر میں دس آدمی تھے تو ۹ مر گئے اور ایک بچ رہا یا آٹھ مر گئے اور دو بچ رہے یا سات مر گئے اور تین بچ گئے پھر یہ واقعہ ایسا اچانک اور غیر متوقع طور پر ہؤا کہ لوگوں کو سنبھلنے کی مہلت بھی نہیں ملی۔ اگر لوگوں کا زیادہ حصہ بچ جاتا تب بھی کہا جاتا ایک آفت آئی مگر ٹل گئی لیکن یہاں تو ایک شہر تھا جو نہ رہا، کئی بستیاں تھیں جو نابود ہو گئیں، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ بعض شہر ایسے ہیں کہ جب وہ تباہ ہو جائیں گے تو لوگ کہا کریں گے کہ یہاں فلاں شہر آباد ہؤا کرتا تھا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ:۔

"کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائیں گے۔ وہ دنیا کو چھوڑ جائیں گے۔ ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ وہ قیامت کے دن ہوں گے"۔[1]

اگر تم ان الہامات کی صداقت دیکھنا چاہتے ہو تو لاہور، امرتسر، ملتان اور راولپنڈی وغیرہ شہروں میں چلے جاؤ اور ان لوگوں کو دیکھو جو اَب کوئٹہ چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔ انہیں اس شہر کو چھوڑے تین تین چار چار دن ہو گئے ہیں مگر اب تک ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے۔ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ جب مجروح اور زلزلہ سے بچے ہوئے لوگ سپیشل ٹرینوں کے ذریعہ واپس آتے ہیں تو لوگ

دیوانہ وار روتے ہوئے سٹیشنوں پر اِدھر اُدھر اپنے رشتہ داروں کی تلاش میں دوڑے پھرتے ہیں اور جب انہیں اپنا کوئی رشتہ دار نظر نہیں آتا تو ان کے نالہ و بکا سے ماتم بپا ہو جاتا ہے۔ ایک اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ اس طرح سٹیشن پر پھر رہی تھی جس طرح ایک شرابی نشہ میں مدہوش ہو کر لڑھکتا پھرتا ہے۔ وہ کبھی دائیں گرتی کبھی بائیں اور روتی ہوئی کہتی سارے ہی مر گئے کوئی بھی نہیں بچا۔ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب مصیبت زدہ لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ کوئٹہ کا کیا حال ہے تو وہ جواب دینے کی بجائے چیخیں مار کر رو پڑتے ہیں۔ پھر کئی آدمی اس صدمہ کی وجہ سے پاگل ہو گئے ہیں۔ کوئٹہ سے ملتان کو گاڑی آ رہی تھی کہ راستہ میں دو عورتیں شدتِ غم کی وجہ سے پاگل ہو گئیں ایک اور شخص بھی دیوانہ ہو گیا اور اس نے چلتی گاڑی سے چھلانگ لگا دی۔ غرض یہ ایسا دردناک نظارہ ہے کہ اس نظارہ کو دیکھنے والے تو کیا پڑھنے والے بھی پڑھ کر حیران ہو جاتے اور ان کے دل کرب و اضطراب سے بھر جاتے ہیں۔ اس نظارہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر غور کرو اِس سے کس وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خدا میں کتنی زبردست طاقت ہے اور وہ کس طرح ایک سیکنڈ میں ساری دنیا کو ختم کر سکتا ہے۔ لوگ دلیلیں مانگتے ہیں اور پوچھا کرتے ہیں قیامت کس طرح آ سکتی ہے۔ وہ اپنی قوتِ فکر کو وسیع کر کے دیکھیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اسی طرح تمام دنیا پر قیامت آ سکتی ہے۔ جس طرح کوئٹہ میں قیامت آ گئی۔ جہانگیر کے متعلق مشہور ہے اس نے نور جہاں کو ایک دفعہ دو کبوتر دیئے۔ اور کہا انہیں پکڑے رکھنا میں کسی ضروری کام کے لئے جا رہا ہوں۔ نور جہاں اُس وقت چھوٹی لڑکی تھی جب وہ واپس آیا تو اُس نے دیکھا کہ نور جہاں کے ہاتھ میں صرف ایک کبوتر ہے دوسرا نہیں۔ جہانگیر نے پوچھا دوسرا کبوتر کدھر گیا؟ نور جہاں نے کہا اُڑ گیا۔ جہانگیر نے غصے سے پوچھا کس طرح اُڑ گیا۔ اس پر نور جہاں نے اپنا دوسرا ہاتھ جس میں کبوتر پکڑا ہوا تھا کھول دیا اور کہا اس طرح۔ نور جہاں جو بات جہانگیر کو بتا سکتی تھی کیا لوگوں کی عقل اس بچی جتنی بھی نہیں کہ وہ لوگ کوئٹہ کے حالات دیکھ اور سن کر سمجھیں قیامت اس طرح آ سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس زلزلہ کے ذریعہ قیامت کی جو دلیل دی ہے نور جہاں نے اسی رنگ میں دی تھی جس طرح اس نے جب اس سے پوچھا گیا کہ کبوتر کس طرح اُڑ گیا؟ اپنے دوسرے ہاتھ کی اُنگلیاں کھول کر بتایا کہ اس طرح۔ اسی طرح لوگ کہتے تھے قیامت کس طرح آ سکتی ہے؟ خدا تعالیٰ نے کوئٹہ میں دکھا دیا ہے کہ اس طرح۔ جس جگہ

کی نوّے فیصد آبادی مر سکتی ہے کیا وہاں کی باقی ۱۰ فیصدی آبادی کو خدا تعالیٰ ہلاک نہیں کرسکتا ؟ اور جو خدا پچاس ساٹھ میل کے علاقہ میں قیامت بپا کرسکتا ہے کیا وہ ساری دنیا میں قیامت بپا نہیں کرسکتا ؟ جس خدا نے کوئٹہ میں قیامت بپا کر دی یقیناً وہی خدا ساری دنیا میں قیامت بپا کر کے اسے نابود کرسکتا ہے مگر افسوس کہ لوگ پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے اور وہ اس قدر کھلے نشانات دیکھ کر پھر بھی خدا تعالیٰ کے اس مأمور کی طرف توجہ نہیں کرتے جسے اس نے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا اور جس کی صداقت میں زبردست انذاری نشانات دکھا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ زلزلہ کا نشان خدا تعالیٰ پانچ دفعہ دکھائے گا[۲] اور چونکہ یہ الہام زلزلہ کانگڑہ کے بعد ہؤا اس لئے یہ یقینی بات ہے کہ ابھی تین اور ہیبت ناک زلزلے آنے والے ہیں پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ پانچ زلزلے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد آئیں گے۔[۳] اگر کانگڑہ کے زلزلہ کو شامل کر لیا جائے تب بھی دو زلزلے باقی رہتے ہیں ہر دفعہ کا زلزلہ پہلے کی نسبت زیادہ نقصان دہ اور دہشتناک ہوتا ہے۔ کانگڑہ کا زلزلہ آیا تو لوگوں نے خیال کیا کہ اس سے زیادہ خطرناک زلزلہ اور کیا ہوسکتا ہے، جاپان سے بڑے بڑے ماہرین آئے اور انہوں نے کہا کہ اب سو سال تک ہندوستان میں کوئی زلزلہ نہیں آ سکتا لیکن ان کے اس فیصلہ پر ابھی تیس سال بھی نہ گزرے تھے کہ بہار میں کانگڑہ سے بڑھ کر خطرناک زلزلہ آیا اور ایک سال ہی گزرا تھا کہ اب کوئٹہ کی تباہی ہوگئی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کے بعد پنجاب، یو۔ پی، مدراس اور بمبئی کے علاقوں میں سے کس حصہ میں باقی تین زلزلے آنے والے ہیں۔ دنیا کا پیدا کرنے والا خدا اپنے مسیح موعودؑ کے ذریعہ کہتا ہے کہ میں پانچ دفعہ اپنے نشانات کی چمک دکھلاؤں گا وہ کہتا ہے:۔

چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار [۴]

گویا یہ زلزلے کے نشانات چمک کی طرح ہوں گے جس طرح بجلی کوندتی اور ایک سیکنڈ میں اِدھر سے اُدھر چلی جاتی ہے اس طرح یہ زلزلے بھی زیادہ دیر نہیں رہیں گے ایک دو منٹ میں ہی لوگوں کا کام تمام کر دیں گے پھر یہ زلزلے کچھ کچھ وقفہ کے بعد آئیں گے اور مختلف جگہوں میں آئیں گے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو مخاطب کر کے فرمایا کسی جگہ کے لوگ بھی ان آفات سے مأمون نہیں۔[۵]

پھر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوتا ہے کہ طاعون آئے گی۶؎ اور اس کے متعلق چند مرتبہ الہام ہوکر خاموشی ہو جاتی ہے اس کے بعد الہامات کے مطابق طاعون آتی اور اس کا لمبا سلسلہ چلتا ہے پھر طاعون دنیا کے اکثر حصہ سے معدوم ہو جاتی ہے ایک خاص وبا کے متعلق الہام ہوتا ہے اور ایک دفعہ سے زیادہ اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاتا اس کے مطابق انفلوئنزا آتا اور ایک سال کے اندر اندر ساری دنیا پر چھا جاتا ہے مگر پھر غائب ہو جاتا ہے لیکن زلزلہ کے متعلق اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دیتا ہے اور متواتر الہام ہوتے ہیں یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو جاتی ہے ابتدائی کئی سالوں میں زلزلہ کے متعلق الہامات ہوتے ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں زلزلہ کے متعلق الہام ہوتے ہیں پھر ۱۹۰۶ء میں زلزلہ کے متعلق الہام ہوتے ہیں، ۱۹۰۷ء میں زلزلہ کے متعلق الہام ہوتے ہیں اور زلازل کے متعلق آپ کے الہامات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو جاتی ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ زلازل کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ متعدد آئیں گے، مختلف ممالک میں آئیں گے۔ خود الہامات کی مختلف نوعیت عذاب کی مختلف نوعیت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ طاعون کے متعلق الہام ہوتے ہیں تو چند دفعہ کے الہام کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، انفلوئنزا کے متعلق الہام ہوتا ہے تو ایک دفعہ کے الہام کے بعد اس کے متعلق کوئی اور الہام نہیں ہوتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ طاعون آئے گی اور چلی جائے گی، انفلوئنزا آئے گا اور غائب ہو جائے گا لیکن زلازل کے متعلق آپ کو متواتر الہامات ہوتے رہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لمبا سلسلہ ہے اور مختلف علاقوں اور مختلف وقتوں سے مخصوص ہے زلزلے آئیں گے اور متواتر آئیں گے اور دنیا کے ہر حصہ میں آئیں گے مگر نادان کہتے ہیں احمدی لوگوں کے مصائب پر خوش ہوتے ہیں مگر یہ اعتراض کرنے والے انہی لوگوں کی ذرّیت میں سے ہیں جو کہا کرتے تھے کہ بدر کی جنگ میں کفّار کے قتل ہونے پر رسول کریم ﷺ خوش ہوئے۔ یہ انہی لوگوں کی ذرّیت میں سے ہیں جو کہا کرتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس قحط پر خوش ہوئے جو اُن کی بریت کے نشان کے طور پر اللہ تعالیٰ نے پھیلایا۔ یہ انہی لوگوں کی ذرّیت میں سے ہیں جو اعتراض کیا کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی غرقابی پر خوش ہوئے۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کے جو لوگ مظہر ہوتے ہیں وہ اِنذاری نشانات کے پورے ہونے پر ایک ہی

وقت خوش بھی ہوتے ہیں اور رنجیدہ بھی۔ آریہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اسلام خدا تعالیٰ کو ربّ العٰلمین قرار دیتا ہے مگر جب وہ کسی شخص کی جان نکالتا ہے تو وہ اس کی ربوبیت کہاں کررہا ہوتا ہے۔ پس اعتراض تو خدا تعالیٰ پر بھی کیا جاتا ہے کہ جب وہ کسی کو مارتا ہے تو اُس وقت اس کے لئے ربّ کہاں رہتا ہے مگر نادان نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی مثال دنیاداروں کی طرح نہیں خدا ایک ہی وقت میں مُمِیت بھی ہوتا ہے اور مُحیِی بھی، مارتا بھی ہے اور زندہ بھی کرتا ہے۔کون سی موت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی آتی ہے جس کے ساتھ حیات نہیں ہوتی۔ ہر موت اپنے ساتھ حیات لاتی ہے۔کھانے پینے کی چیزیں مرتی ہیں اور یہ بے شک ان کے لئے ایک موت ہوتی ہے لیکن وہ مر کر کھاد جیسی قیمتی چیز پیدا کر دیتی ہیں۔تم روٹی سے ایک روٹی کا کام لے سکتے ہو مگر روٹی کے فضلہ سے دس روٹیاں پیدا کی جاتی ہیں۔ پس کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس پر موت آئے مگر وہ حیات پیدا نہ کرے۔ نابینا انسان دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا مار رہا ہے مگر آنکھوں والا جب دیکھتا ہے تو کہتا ہے خدا زندہ کر رہا ہے اور درحقیقت یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کے انبیاء و مرسلین اور ان کی جماعتوں کو ہی ملتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے صرف موت کبھی نہیں آتی بلکہ اس کی طرف سے آنے والی ہر موت زندگی کا پیغام اپنے ساتھ لاتی ہے۔ جنگ بدر میں بے شک مسلمانوں کے بھی کچھ آدمی مارے گئے مگر کیا بدر کی جنگ ہی نہیں تھی جس نے عرب کو زندہ کر دیا، اسی طرح جنگ احد میں کچھ مسلمان مارے گئے اور کچھ جنگ احزاب میں کام آئے مگر انہی جنگوں کے نتیجہ میں جب اہلِ عرب میں اصلاح پیدا ہوگئی تو ان میں ہر ایک شخص کو زندگی کی روح نظر آنے لگی۔ پھر فتح مکّہ کے وقت بھی بعض موتیں ہوئیں لیکن اگر مکّہ فتح نہ ہوتا تو عرب کے لاکھوں لوگوں کی زندگی کس طرح ممکن تھی۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان موتوں میں عرب کی زندگی تھی گویا موت میں ان کی زندگی مخفی تھی پس موت بسا اوقات حیات کا موجب ہو جاتی ہے اور یہ موتیں بھی جو کوئٹہ اور اس کے گردونواح میں ہوئیں حیات کا موجب ہوسکتی ہیں اگر لوگ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کریں اور اپنی عملی زندگی میں تغیّر پیدا کریں۔

غرض اگر اس عذاب کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کریں گے اور اس کے مأمور کی آواز پر کان دھریں گے تو یہ ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں لیکن اگر اس نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے کہ لوگ ہلاک ہوئے اور دفعۃً

ہزاروں موتیں ہو گئیں تو نہ صرف ہم خوش نہیں بلکہ ہم سے زیادہ رنجیدہ ان مصائب پر اور کوئی نہیں ۔ کیا ہمارا اپنے اموال صَرف کرنا، لوگوں کو تبلیغ کرنا اور اپنی زندگیوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کرنا اس لئے نہیں کہ بغیر زلزلہ کے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان جائیں پس ہماری خواہش تو یہی رہی کہ لوگ بغیر اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھے حق کی طرف رجوع کریں اور بغیر بہار اور کوئٹہ کے زلزلہ کے رونما ہونے کے وہ اس مأمور کو پہچانیں جو ان کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجا مگر یہ احراری تھے جو لوگوں سے کہتے رہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں اور اس طرح وہ لوگوں کو ہماری باتیں سننے سے روکتے رہے پس یہ موتیں جو بہار اور کوئٹہ میں ہوئیں ہمارے ذمہ نہیں بلکہ ان کی ذمہ داری احراریوں کے سر پر ہے جو کہتے ہیں کہ احمدی جھوٹ کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے مأمور کو مفتری کہہ کر اسے قبول کرنے سے لوگوں کو روکتے ہیں ۔ یہ اموات ان لوگوں کی گردنوں پر ہیں جو آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندے بنے پھرتے ہیں وہ قاتل ہیں ان لوگوں کے جو بہار میں مارے گئے، وہ قاتل ہیں ان لوگوں کے جو کوئٹہ میں مارے گئے ، یہی لوگ وہ تھے جو دنیا سے کہتے رہے سوتے رہو، سوتے رہو، خدا تم پر ناراض نہیں ۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے متعلق جب وہ بیان کی جاتیں کہا کہ یہ شیطان کی طرف سے آنے والا ہے اس کی باتیں پوری نہیں ہوں گی ۔ ان زلزلوں کے آنے سے ایک لمبا عرصہ پہلے خدا کے مأمور نے پورے زور سے دنیا کو جگایا اور کہا بیدار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ خدا کا عذاب تمہارے دروازے پر کھڑا ہے مگر یہ دشمنِ قوم اور دشمنِ دین و ایمان احراری لوگوں سے کہتے رہے سوتے رہو، سوتے رہو ۔ اگر لوگ خدا تعالیٰ کے مأمور کی بات مان لیتے یا ہماری بات پر ہی کان دھرتے تو نہ یہ زلزلے آتے اور نہ اس قدر موتیں واقع ہوتیں ۔ لوگ کہتے ہیں انکار کرنے والے کوئی ہیں اور زلزلے کہیں آ رہے ہیں ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے قرآن کریم میں آتا ہے اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا اَفَھُمُ الْغَالِبُوْنَ [ے] یعنی ہم ہمیشہ زمین کو اس کے کناروں سے چھوٹا کرتے آتے ہیں پس یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ کناروں سے آتا ہے اور اسی سنّت کے مطابق ہندوستان کے کناروں سے یہ زلزلے شروع ہوئے ان زلزلوں سے جو ایسے لوگ مارے جاتے ہیں جو بالکل بے خبر ہوتے ہیں، خدا تعالیٰ اگلے جہان میں ان کی اس مصیبت کو ان کے گناہوں کا کفّارہ کر دے گا اور جو کامل اتمامِ حُجّت

سے قبل مارے گئے ان کے لئے بھی نقصان نہیں کیونکہ اگر وہ زندہ رہتے تو ممکن ہے صداقت ان کے سامنے واضح طور پر پیش کی جاتی وہ پھر بھی غافل رہتے اور اس طرح مجرم قرار پاتے۔ اصل میں اُن لوگوں پر ذمّہ داری عائد ہوتی ہے جو زندہ ہیں جنہوں نے اس عذاب کو دیکھا کیونکہ اگر مرنے والوں سے وہ عبرت حاصل نہیں کرتے اور ان کی موت کو اپنی حیات کا موجب نہیں بناتے اور وہ ہوشیار اور بیدار نہیں ہوتے تو پھر یہ بھی خدا تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ پس لوگوں کے اعتراض کی وجہ سے ہم خدا تعالیٰ کے اس نشان کو چھپانے کیلئے تیار نہیں جو خدا تعالیٰ نے اس وقت ظاہر کیا۔ بے شک لوگ کہیں گے یہ ہر چیز بانی سلسلہ احمدیہ پر چسپاں کر دیتے ہیں، اور بے شک وہ کہیں کہ احمدی لوگوں کی موت پر خوش ہوتے ہیں گو یہ بالکل جھوٹ ہے اور ایسا انسان مفتری ہے جو کہتا ہے کہ ہم لوگوں کی موت پر خوش ہوتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ان سے زیادہ رنج اور دُکھ پہنچتا ہے لیکن چونکہ اس زلزلہ سے خدا تعالیٰ کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی ہے اس لئے ہم مجبور ہیں کہ اسے دنیا کے سامنے پیش کریں ورنہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور مجرم ٹھہریں گے، وہ ہم سے پوچھے گا کہ جب میں نے دنیا میں ایک عظیم الشان نشان دکھایا تھا تو تم نے اسے کیوں چھپایا۔ پس باوجود اس مخالفت کے جو آج دنیا میں ہماری ہو رہی ہے ہم مجبور ہیں کہ اس نشان کو لوگوں کے سامنے پیش کریں بغیر کسی قسم کے خطرہ اور خوف کے پیش کریں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس نشان کو ضرور بہتوں کی ہدایت کا موجب کرے گا۔ آخر خدا تعالیٰ کی چمکار ضائع نہیں جا سکتی پھر جس نشان کے متواتر دکھانے کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہو یقیناً اس میں لوگوں کے لئے بہت بڑی ہدایت مخفی ہوتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ زلزلہ نشان تھا تو پھر بعض احمدی اس میں کیوں فوت ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں بھی بعض صحابہ جنگوں میں فوت ہوئے، جنگوں میں کفّار کے مقابلہ میں صحابہ بھی شہید ہوتے رہے مگر چونکہ ان کی نسبت بہت قلیل ہوتی تھی اس لئے نشان کی صداقت مشتبہ نہیں ہو سکتی تھی اسی طرح زلزلہ کوئٹہ میں ہماری جماعت کے قریباً دس فیصدی لوگ فوت ہوئے ہیں حالانکہ اس کے مقابلہ میں مخالفوں کے گھروں میں نوّے فیصدی موتیں ہوئی ہیں پس دوسرے نوّے فیصدی مرے اور ہم نوّے فیصدی بچے یہی حال صحابہ کے زمانہ میں ہوا کرتا تھا صحابہ کم مارے جاتے تھے اور مخالف زیادہ مارے جاتے۔

غرض اب بھی وقت ہے دنیا اس نشان کو سمجھے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے۔ دیکھو! موت کوئٹہ میں نہیں آئی بلکہ سارے پنجاب میں آئی ہے کوئی ضلع ایسا نہیں جس میں سے کچھ لوگ کوئٹہ میں نہ تھے ،کوئی ضلع ایسا نہیں جہاں سے لوگ نہ مرے ہوں پس آج پنجاب کے ہر بڑے شہر میں ماتم بپا ہے اور بہت سے دیہاتوں میں بھی ماتم پڑا ہوا ہے ہمارا فرض ہے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو دنیا تک پہنچائیں اور اسے توجہ دلائیں کہ اب بھی وقت ہے وہ ہماری مخالفت چھوڑ دے ورنہ نہ معلوم خدا تعالیٰ کی غیرت اسے اور کیا کچھ دکھائے گی۔ صاف الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ میری صداقت کے نشان ہیں جو پورے ہو کر رہیں گے جب تک دنیا مخالفت نہیں چھوڑتی ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کو لوگوں تک پہنچائیں مگر اس کے ساتھ ہی ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ جو لوگ مارے گئے ہیں ان کے پسماندگان اور مجروحین کی امداد کریں۔ میں نے اس کے لئے ایک اعلان کیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس مصیبت کا احساس کرتے ہوئے جو کوئٹہ میں نازل ہوئی ہمارے احباب چندہ دینے میں بُخل سے کام نہیں لیں گے۔ اس میں شبہ نہیں ہماری جماعت پر سلسلہ کے کاموں کا بوجھ ہے مگر مؤمن کا یہ کام نہیں کہ وہ قربانی کے کسی موقع سے دریغ کرے پس ہمارا فرض ہے کہ ہم مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کریں تا انہیں معلوم ہو کہ ہمارے دل ان کی تکلیف پر خوش نہیں بلکہ زیادہ دُکھی ہیں ہاں اس کے ساتھ ہم مجبور ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس نشانِ صداقت کو وضاحت سے بیان کریں مگر اس میں کوئٹہ یا بہار والوں کی خصوصیت نہیں اگر ہمارا کوئی بچہ بھی پیشگوئی کے مطابق مر جائے تو ہمیں اس کی موت پر جہاں غم ہوگا وہاں خوشی بھی ہوگی کہ خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔

ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد جب فوت ہؤا تو چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے بہت محبت تھی اس لئے لوگوں کو خیال تھا کہ آپ کو اس کی وفات کا بہت صدمہ ہوگا لیکن جب آپ گھر سے باہر تشریف لائے تو بیٹھتے ہی آپ نے جو تقریر کی اُس میں فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء ہے اور ہماری جماعت کو اِس قسم کے ابتلاؤں پر غم نہیں کرنا چاہئے پھر فرمایا مبارک احمد کے متعلق فلاں وقت مجھے الہام ہؤا تھا کہ یہ چھوٹی عمر میں اُٹھا لیا جائے گا اس لئے یہ تو خوشی کا موجب ہے کہ خدا تعالیٰ کا نشان پورا ہؤا۔ پس ہمارا اپنا بھائی، بیٹا، یا کوئی اور عزیز رشتہ دار اگر مر جائے اور اُس کی وفات کے

متعلق خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ہو تو رنج کے ساتھ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہمیں خوشی بھی ہوگی۔ خوشی کا یہ مطلب نہیں کہ ہم انہیں غیر سمجھتے ہیں ہم تو انہیں اپنا ہی سمجھتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کو ان سے بھی زیادہ اپنا سمجھتے ہیں اور یہ ہمارے لئے ناممکن ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے کسی نشان کو چھپائیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا پر اپنی دونوں خوبیوں کو ظاہر کر دیں ایک طرف خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان قہری نشان کے ذکر کو ہم دنیا میں پھیلائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ظہور پذیر ہوا اور دوسری طرف مصیبت زدگان اور مجروحین کی امداد کریں تا دنیا سمجھے کہ ہم جہاں خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہونے کے بعد اس کی اشاعت میں کسی مصیبت اور ملامت کی پرواہ نہیں کرتے وہاں ہم سے زیادہ ان کا خیر خواہ بھی کوئی نہیں۔ اگر ہم اپنی ان دونوں خوبیوں کو ظاہر کریں گے تو اس وقت خدا کی بھی دونوں قدرتیں ہمارے لئے ظاہر ہوں گی وہ قدرت بھی جو آسمان سے اُترتی ہے اور وہ قدرت بھی جو زمین سے ظاہر ہوتی ہے۔

(الفضل ۱۰؍ جون ۱۹۳۵ء)

---

۱ تذکرہ صفحہ ۱۹۷ طبع چہارم

۲ تذکرہ صفحہ ۶۴۸ طبع چہارم

۳ تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۶ تا ۴۰۳ (مفہومًا)

۴ تذکرہ صفحہ ۶۴۸ طبع چہارم

۵ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۸

۶ تذکرہ صفحہ ۳۱۴ طبع چہارم

۷ الانبیاء: ۴۵